© rasailojaraid.com

۱۔ شیخ الحدیث مولانا عبدالحق کی قرارداد اور تقریر

۲۔ نوائے وقت کا اداریہ " نظریاتی استحکام "

قومی اسمبلی

میں

لادینی اور فحش لٹریچر پر پابندی

لگانے کی

قرارداد

۸ر اگست بروز جمعرات قومی اسمبلی میں شیخ الحدیث مولانا عبدالحق مدظلہ کی حسب ذیل قرارداد زیر بحث آئی، یہاں ہم قرارداد کا متن اور شیخ الحدیث مدظلہ کی تشریحی تقریر پیش کر رہے ہیں۔ "ادارہ"

قرارداد: "اس اسمبلی کی رائے ہے کہ پاکستان بھر میں ایسے لٹریچر کی فروغ و اشاعت اور ملک میں داخلہ ممنوع قرار دیا جائے جس سے مسلمانوں کے اخلاق و عقائد اور نظریۂ پاکستان متاثر ہو سکتے ہیں۔ نیز عریاں اور فحش لٹریچر کی بھی ممانعت کی جائے۔"

تشریحی تقریر: جناب سپیکر صاحب! میرے لئے یہ بات خوشی کی باعث ہے کہ آپ (صاحبزادہ فاروق علی صاحب) کے انتخاب کے بعد سب سے پہلے آپ کی نگرانی میں جو کارروائی ہو رہی ہے، وہ میری اس قرارداد سے ہے۔ اس ایوان نے اب تک ایسے کئی قوانین بنائے ہیں۔ جس کا مقصد ملک کی سرحدات کی دشمن سے حفاظت ہوتی ہے۔ حکومت محفوظ ہو ملک کی سالمیت ہو، سرحدات دشمن کی دسترس سے محفوظ رہیں اس لئے ہم فوج پر لاکھوں کروڑوں روپیہ خرچ کرتے ہیں۔ یہ سب چیزیں ضروری ہیں اور اللہ تعالیٰ اس ملک کی حفاظت کی ہم سب کو توفیق دے۔

جناب عالی! جس طرح ملک کی سرحدات کی حفاظت اس ایوان اور ملک کا فرض ہے۔ اسی طرح یہ ملک جس نظریہ کے تحت بنا ہے اسکی حفاظت ضروری ہے۔ پاکستان ایک نظریاتی مملکت ہے۔ ایک نظریہ کی حفاظت اور بقاء کے لئے جو اسلام کا نفاذ، مذہب کی اشاعت اور بقاء ہے۔ الحمد للہ کہ یہ ایک ایسا نظریہ ہے جس کو جس قوم نے بھی اختیار کیا وہ قوم دنیا میں باعزت رہی بحیثیت

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

سے پاک ہوتی اس نظریہ سے جرائم ختم ہوئے، عفت کی، دیانت اور ایثار کی پیدا ہوئی، صحابہ کے دور میں جن جن ملکوں کو مسلمانوں نے فتح کیا اس کی حالت اور تاریخ آپ کے سامنے ہے ۔۔۔ تو اس نظریہ کی حفاظت اور تحفظ ملک کے تحفظ سے بھی زیادہ ضروری اور اہم ہے۔

لیکن جس طرح ہمارے مخالفین مملکت کی سرحدات میں رخنہ اندازی کرتے ہیں، اس طرح بیرونی طاقتیں ملک کے اساسی نظریات میں بھی شگاف ڈال رہی ہیں ۔۔ آج ہمارے ملک کی کیا حالت ہو گئی ہے ایک بھائی دوسرے بھائی کو چھرا گھونپ رہا ہے۔ گھر گھر میں عصبیت ہے۔ بازاروں میں بھی عصبیت ہے۔ اگر ہم نے اسلام کا نظریہ ابتدائے قیام پاکستان سے اپنایا ہوتا۔ اسلامی تعلیم اور اسلامی تبلیغ کو پھیلاتے تو یہ جھگڑے آج بازاروں اور ایوانوں میں نہ ہوتے۔

جناب عالی! ہمارے ملک میں اندر سے اور باہر سے ایسا لٹریچر پھیل رہا ہے جو ہمارے بنیادی نظریات کے خلاف ہیں۔ ہمارے نظریہ کے تین اساس ہیں۔ اللہ کی وحدانیت، رسول اللہ کی رسالت اور ختم نبوت کہ وہ سید الرسل اور خاتم النبیین ہیں، قرآن کریم کا آخری کتاب خداوندی ہونا۔ مگر اس ملک میں خدا کی وحدانیت اور وجود کے خلاف لٹریچر شائع ہو رہا ہے۔ کتابیں رسالے پھیل رہے ہیں۔ اسی طرح رسالت جیسے قطعی مسئلہ میں بھی بحثیں ہو رہی ہیں، حضور کی تشریعی حیثیت کو متنازعہ بنایا جاتا ہے۔ انبیاء کی حرمت اور شان کے خلاف ایسا لٹریچر شائع ہوتا ہے کہ اس میں نہایت گستاخی اور بے ادبی ہوتی ہے قرآن مجید اساسی چیز ہے۔ مگر ہمیں بیرونی ممالک اطلاع دیتے ہیں کہ پاکستان کے مطبوعہ نسخوں میں تحریف ہو رہی ہے۔ نیپال سے بھی ایسی شکایات آئیں پچھلے ہفتہ بلوچستان میں جو فسادات ہوئے اسکی وجہ یہی ہے اور یہ بات ثابت ہوئی کہ تحریف شدہ قرآن کریم کے نسخے (قادیانیوں کے ذریعہ) تقسیم ہو رہے ہیں۔ بیرونی ممالک سے ایسا لٹریچر آ رہا ہے۔ جو سراسر بنیادی نظریات کے خلاف ہے۔ جبکہ مذہب اور بنیادی لٹریچر کو بالکل بند کر دینا چاہئے تھا۔

دوسری بات یہ کہ آج اس ملک میں جرائم بڑھ رہے ہیں اسکی وجہ بھی یہی ہے کہ نوجوان کو اپنے مذہب اور تعلیم کی خبر نہیں اور لٹریچر کے ذریعہ فحاشی چوری ڈکیتی خود غرضی سیکھ رہے ہیں۔ ایسا لٹریچر ناولوں کے ذریعہ فحش عریاں تصویروں میں، اخبارات میں سینماؤں فلموں میں وہ چیزیں بتائی جاتی ہیں جنہیں ایک مسلمان دیکھ کر برداشت بھی نہیں کر سکتا۔ ہمارا معاشرہ ایسا بے پردہ ہو گیا ہے کہ جیسا پچھلے دنوں ایک اخبار میں ایک تصویر چھپی کہ ایک عورت اوپر سے چھتری سنبھالے ہوئے ہے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اور نیچے سے بالکل ننگی ہے ــــ اور جب قوم کے شہوانی جذبات ابھرتے ہیں تو شراب، کباب کی ضرورت ہوتی ہے۔ فحاشی کے جذبات برانگیختہ کرنے کے بعد اور فحاشی پھیلانے کے بعد وہ اپنی عیاشی کے لئے روپیہ کہاں سے لائے گا۔؟ لامحالہ حرام اور ناجائز ذرائع استعمال کرے گا۔ لوٹ مار اور جرائم خود ہی پھیلیں گی۔ کل ہی ایک ٹیکسی ڈرائیور کے ساتھ آ رہا تھا، راستہ میں ایک سینما پر لوگوں کا ہجوم تھا۔ اس نے مجھے کہا کہ مولوی صاحب یہ پاکستان بنایا یا انگلستان، لوگ بھوک سے مر رہے ہیں اور ایک ہم ہیں کہ سوائے عشق لڑانے، مار دھاڑ ڈکیتی کے اور کچھ مشغلہ ہی نہیں فلموں میں بھی کچھ تو سکھایا جاتا ہے۔ شمالی آئرلینڈ میں ایک خاتون رکن اسمبلی کنواری تھی اور حاملہ ہوگئی۔ کسی نے پوچھا آئندہ بھی انتخاب لڑو گی کہا ضرور، میں ایک مقصد رکھتی ہوں اس کے لئے جدوجہد کروں گی۔ کسی نے کہا کہ تم اس بچے کے اسقاط کے لئے تیار ہو۔ اس نے کہا میں نے کبھی یہ سوچا بھی نہیں۔ یہی انداز فکر یہاں بھی آ رہا ہے کہ ذاتی زندگی پر نہ کوئی پابندی رہے نہ کسی قسم کا قدغن۔

پچھلے مارشل لاء کے دور میں ایک گورنر کو میں نے ایک نئے سینما قائم ہو جانے کے بارہ میں شکایت کی کہ عام مسلمانوں کے اخلاق اس سے تباہ ہوں گے۔ اور اس طرح غریبوں کی جیبوں پر بلاضرورت ڈاکہ ڈالا جا رہا ہے۔ گورنر صاحب نے مجھے کہا کہ یہ غریب تفریح بھی تو کریں گے یہ تفریح کا ایک ذریعہ ہے۔ تو جب یہ انداز فکر ہو تو قوم کی اصلاح کیسے ہو سکتی ہے۔؟

الغرض ہمارا مذہب جرائم کش ہے۔ وہ نہ تو چوری ڈکیتی کی اجازت دیتا ہے نہ عصبیت جاہلیت کی اجازت دیتا ہے۔ اس لئے وہ تمام دواعی اور محرکات جو برائیوں کے پھیلنے کا سبب بنتی ہیں، اس ایوان کی وساطت سے بند کر دینی چاہئیں۔ بیشک ہمارے وزیر اطلاعات نے [illegible] اور فحش لٹریچر کے سلسلہ میں چٹھی بھیجی ہے۔ مگر یہ تو وعظ و نصیحت سے مشکل ہے۔ صرف اس سے کام نہیں چلتا، قانونی پابندی لگا دینی چاہئے۔ ایک افسر نے پچھلے سال کہا کہ رمضان ہے، ناچ گانا جاری ہے۔ مگر میرے پاس اسے بند کرنے کیلئے کوئی قانون نہیں تو قانونی ممانعت لازمی ہے اس طرح قرآن و حدیث کے خلاف اسلام کے خلاف صحابہ کرام کے خلاف اندرونی اور بیرونی ہر قسم لادینی نظریات اور فحاشی پھیلانے والے لٹریچر کی اشاعت اور باہر سے برآمدی فلموں کی تشہیر ممنوع قرار دی جائے۔ اب تو جو کچھ کیا جا رہا ہے۔ وہ ہرگز کافی نہیں۔

شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحب کی تقریر کے بعد مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی نے قرارداد میں فحش تصاویر اور اشتہارات کے اضافہ کی ترمیم پیش کرنی چاہی۔ شیخ محمد رشید وزیر صحت

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

نے ترمیم شامل کرنے کی مخالفت کی۔ اسپیکر نے کہا کہ مخالفت پیش ہونے کے ساتھ کرنی چاہئے تھی۔ اب مولانا عبدالحق محرک قرارداد اسے قبول کرنا چاہیں تو اسے شامل کیا جاسکتا ہے۔ چنانچہ محرک قرارداد نے اسے بخوشی قبول کر لیا۔ خود مولانا عبدالحق کے علاوہ مولانا غلام غوث ہزاروی، مولانا محمد علی رضوی، صاحبزادہ احمد رضا قصوری نے قرارداد کی حمایت میں پرزور تقریریں کیں۔ پیپلز پارٹی کے جناب حاکم علی زرداری نے قرارداد کی سختی سے مخالفت کی۔ ابھی بحث جاری تھی کہ وفاقی وزیر قانون جناب پیرزادہ صاحب نے تجویز پیش کی اور کہا کہ عبوری آئین ختم ہونے والا ہے۔ ۱۴ اگست کے بعد مستقل آئین نافذ ہوگا تو اور پوزیشن ہوگی۔ اس لئے میں مولانا عبدالحق سے گذارش کروں گا کہ آج ان قراردادوں کو ملتوی کرایا جائے اسے ایجنڈے ہی پر رہنے دیا جائے اور آئین کے نفاذ تک اسے ملتوی کردیں۔ مولانا نے کہا کہ میں وزیر قانون کی یقین دہانی پر واپس تو نہیں لیتا مگر ملتوی رکھنا قبول کرتا ہوں۔

ایجنڈے پر مولانا کی دیگر تین قراردادوں کا تعلق شراب نوشی، ناچ گانا، ثقافتی طائفوں کے تبادلہ، قمار، جوا، گھوڑ دوڑ پر پابندی اور سودی نظام کو ختم کرنے کیلئے ایک ایسی کمیٹی تشکیل دینے سے تھا جو چھ ماہ کے اندر اندر متبادل تجاویز پر مشتمل رپورٹ پیش کرے۔

شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحب کی قرارداد پر معاصر نوائے وقت کی رائے

قومی اسمبلی نے مولانا عبدالحق کی طرف سے پیش کردہ ایک غیر سرکاری قرارداد پر غور مرکزی وزیر قانون مسٹر عبدالحفیظ پیرزادہ کی اس یقین دہانی پر ملتوی کردیا ہے کہ حکومت مستقل آئین کے بعد اس قرارداد پر بحث کے لئے تیار ہوگی۔ اس قرارداد میں مطالبہ کیا گیا ہے کہ ایسے تمام لٹریچر پر پابندی عائد کردی جائے اور اس کی سختی سے روک تھام کی جائے جس سے مسلمانوں کے اعتقادات اور نظریۂ پاکستان پر زد پڑتی ہو۔ نیز ہر قسم کے عریاں لٹریچر پر بھی پابندی لگائی جائے۔

پاکستان کا کوئی بھی ذی عقل اور باشعور شہری اس حقیقت سے انکار نہیں کرسکتا کہ پاکستان اسلام کے نام پر معرض وجود میں آیا تھا۔ اور یہ اسلام کی بدولت ہی قائم و دائم رہ سکتا ہے۔ مسلمانان برصغیر نے کائنات ارضی کا یہ خطہ "ایک خدا، ایک رسول، ایک کتاب، ایک ملک، ایک قوم" کے نظریہ کی بنیاد پر حاصل کیا تھا۔ اور اسی نظریہ کے سہارے یہ زندہ رہ سکتا ہے۔ ہم اس وقت ان المناک حالات و واقعات کی تفصیل میں نہیں جانا چاہتے جن سے ہمیں اس نظریہ کا دامن چھوڑ کر دوچار ہونا پڑا۔ اور صرف یہ کہنے پر اکتفا کریں گے کہ ہم نے اسلامی قومیت کے مقابلہ میں بنگالی قومیت کا تصور قبول کرکے سقوط

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

مشرقی پاکستان کے اندوہناک المیہ کے لئے راہ ہموار کی تھی اور اب بھی اگر ہم نے اس مقدس بنیاد کی حفاظت کا اہتمام نہ کیا جس پر پاکستان کی عمارت تعمیر کی گئی تھی۔ تو پھر ہمیں تباہی کے بھیانک غار میں گرنے سے کوئی نہیں بچا سکے گا۔ مسٹر بھٹو اور ان کے رفقاء اگر "نئے پاکستان" کو زندہ و پائندہ دیکھنا چاہتے ہیں تو پھر انہیں سب سے پہلے نظریاتی سرحدوں کی حفاظت کرنا پڑے گی۔ اس نظریہ پر پامردی سے گامزن ہو کر ہم ایک مضبوط و فعال اور جاندار قوم بن سکتے ہیں۔ ورنہ ہماری حیثیت ایک ہجوم بے لگام سے زیادہ نہیں ہو گی۔

پاکستان کی نظریاتی سرحدوں پر اس وقت مختلف اطراف سے یلغار ہو رہی ہے۔ ایک مغرب کی "ماڈرن ازم" کی یلغار ہے۔ عریاں فحش اور "منکرانہ" لٹریچر کی یلغار ہے۔ "انڈو سوویٹ" لابی کی طرف سے سیاسی "پروپیگنڈے" کی بھی یلغار ہے۔ اس خطۂ ارضی کے مسلمانوں کو "وطنیت" اور "قومیت" کے بتوں کا پرستار بنانے کے لئے علاقائی تہذیبوں اور ثقافتوں کی یلغار ہے۔ ان سب یلغاروں کا مقصد و نصب العین صرف اور صرف یہ ہے کہ اسلام کے نام پر جمع ہونے والے ان پاکستانیوں کو اسلام سے برگشتہ کر دیا جائے انہیں غیر اسلامی نظاموں میں عیش و عشرت کی زندگی کے سراب دکھا کر سہل انگار بنا دیا جائے۔ لہو و لعب میں الجھا دیا جائے۔ جنسی لذتیت کے شیدائی بنا دیا جائے اس کے لئے یہود و ہنود، کمیونسٹ اور متعصب عیسائی مل کر پاکستان کی نظریاتی سرحدوں پر مار کر رہے ہیں۔ اور ہم ہیں کہ نتائج سے بے پرواہ ان کے دام صد رنگ میں گرفتار ہو رہے ہیں۔ ہماری فلمیں، ریڈیو، ٹیلی ویژن، اکثر و بیشتر اخبارات اور دوسرے ذرائع ابلاغ دانستہ یا غیر دانستہ طور پر اس راہ پر گامزن ہو رہے ہیں۔ جو ہمیں تباہی کی طرف لے جائے گی۔ ہم ارباب اقتدار و اختیار سے صاف صاف کہہ دینا چاہتے ہیں کہ پاکستان کو کوئی سوشلزم (خواہ اسے کتنا ہی سبز غلافوں میں لپیٹ کر اسلامی سوشلزم کا نام دیا جائے۔) کوئی "سیکولرازم" وغیرہ نہیں چل سکتا۔ پاکستان کو اگر بچانا ہے تو پھر اسلام کی راہ اختیار کرنا پڑے گی۔ ہمیں اپنے قول و فعل اور کردار و عمل کو اسلامی سانچے میں ڈھالنا ہو گا — ہمیں نظریات کی اسی طرح حفاظت و نگہبانی کرنا ہو گی جس طرح سوویٹ یونین میں کمیونسٹ اپنے نظریے کی حفاظت کرتے ہیں۔ اس کے لئے اگر ہمیں اسلام کے منافی لٹریچر تو کیا اگر اسلام دشمنوں کا ملک میں داخلہ بند کرنے اور اسلام کی جڑیں کاٹنے والے "پاکستانیوں" کو جلا وطن بھی کرنا پڑے تو اس سے گریز نہیں کرنا چاہئے۔

(نوائے وقت لاہور/راولپنڈی ۱۸ اگست ۱۹۷۲ء)

الحق میں اشتہار دے کر اپنی تجارت کو فروغ دیں

© rasailojaraid.com